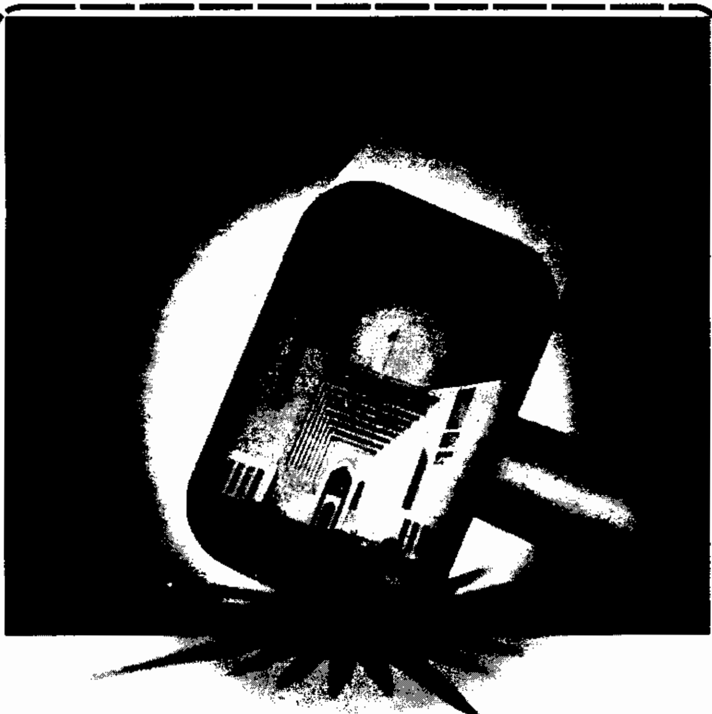

قادیانیوں کی شعائر اسلامی (کلمہ طیبہ) کی توہین اور
امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء خلاف ورزی پر

کوئٹہ ہائی کورٹ کا

تاریخی فیصلہ

جس نے قادیانیوں کو قانونی شکنجے میں جکڑ دیا

جناب جسٹس امیر الملک مینگل

''خواہ کچھ بھی ہو' موجودہ مقدمے میں تو یہ دیکھا جانا ہے کہ ان قادیانیوں کی نیت کیا تھی جب وہ کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر گلیوں کے ہجوم میں گھومتے پھرے؟ اس کی صریح وجہ یہی نظر آتی ہے کہ مذکورہ سائلان لوگوں سے یہ منوانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ وہ مسلم ہیں۔ یہی بات ان کی طرف سے مجرمانہ نیت یا مجرم ضمیر (mens rea) کا اظہار کرتی ہے۔ لہذا اس مقدمے کے تسلیم کردہ واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے' اس موضوع پر بحث نہیں کی جاسکتی کہ سائلان کا یہ فعل کسی مجرمانہ ارادے یا مجرم ضمیر کے بغیر تھا کیونکہ سائلان اس بات کی کوئی دلیل بیان کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ انہوں نے شہر کے پر ہجوم بازاروں میں چلتے پھرتے وقت کلمہ طیبہ کے بیج کس وجہ سے لگا رکھے تھے' سوائے اس کے کہ وہ مسلم ہونے کا بہانہ کرتے تھے یا دوسروں سے خود کو مسلم منوانا چاہتے تھے۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث دل

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔ اللہ رب العزت کی طرف سے آخری نورِ نبوت کا ظہور تھا۔ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری پر اللہ رب العزت نے رحمت دو عالم ﷺ کی ذات بابرکات پر سلسلہ نبوت ورسالت کے ختم کیے جانے کا اعلان کیا۔

آنحضرت ﷺ نے اسلام میں جن فتنوں کے ابھرنے اور امت کے ابتلائے آزمائش ہونے کی خبر دی تھی' ان سنگین فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ جھوٹے مدعیانِ نبوت کا فتنہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال وکذاب پیدا ہوں گے۔ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے' حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

خاتم الانبیاء ﷺ کے فرمان کے مطابق امت مسلمہ ہمیشہ جھوٹے مدعیانِ نبوت اور منکرین ختم نبوت کے فتنہ کے خلاف برسرپیکار رہی۔ کوئی اسلامی صدی اس فتنے کے وجود اور مسلمانوں کے اس کے ساتھ ابتلائے آزمائش کے دور سے خالی نہیں۔ ہر مسلمان حکومت نے ان جھوٹے مدعیان نبوت کا' بجرم ارتداد علاج' تلوار سے کیا اور اسلام کے پاکیزہ ماحول کو مرتدین اور منکرین ختم نبوت کے مہلک جراثیم سے پاک رکھا۔

صحابہؓ نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کیا اور اس فتنہ کا خاتمہ کیا گیا۔ اس جنگ میں 1200 صحابہ کرامؓ شہید ہوئے' جن میں سات سو صحابیؓ حافظ قرآن تھے۔ اسلام کی کسی جنگ اور غزوہ میں اتنی بڑی تعداد میں صحابہ کرام شہید نہیں ہوئے تھے۔ اس سے ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسلام کے چودہ سو سالہ تاریخ میں قادیانیت کا فتنہ ایک

ایسا فتنہ ہے جسے اسلام اور اہلِ اسلام کے لیے بلاشبہ خطرناک ترین قرار دیا جاسکتا ہے۔

1850ء میں انگریز' متحدہ ہندوستان پر قابض ہوئے۔ 1857ء میں مسلمانوں نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ اس مقدس جہاد میں بہادر شاہ ظفر سے لے کر عام مسلمانوں نے علمائے کرام کی قیادت میں حصہ لیا۔ انگریزوں نے ظلم وستم اور بعض نام نہاد مسلمانوں کے ذریعے متحدہ ہندوستان پر مکمل قبضہ کر کے اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے اقدامات شروع کیے۔

1864ء میں انگریزوں نے لندن سے ایک کمیشن ''ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر'' کی قیادت میں ہندوستان بھیجا' جس نے اپنی رپورٹ تیار کی۔ 1870ء میں وائٹ ہاؤس لندن میں ایک کانفرنس ہوئی' جس میں کمیشن نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس میں کمیشن کے نمائندوں کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشنری کے پادریوں نے بھی شرکت کی' جنہوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ پیش کی' جو بعد میں The Arrival of the British Empire in India کے نام سے شائع ہوئی۔ کمیشن' جس کے سربراہ سرولیم ہنٹر تھے' نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ

''مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری سمجھتے ہیں' جہاد کے اس تصور سے' مسلمانوں میں جوش اور ولولہ ہے' وہ جہاد کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ ان کی یہ کیفیت کسی بھی وقت ان کو حکومت کے خلاف ابھار سکتی ہے۔''

پادریوں نے اپنی رپورٹ میں کہا:

''یہاں کے باشندوں کی بڑی اکثریت پیری مریدی کے اعتقادات کی حامل ہے۔ اگر ہم اس وقت کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں اس قسم کے دعویٰ کے لیے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ مشکل حل ہو جائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں' وہ مرحلہ وار تھا۔ اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی۔ اب جب کہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہو چکے ہیں' ہر طرف امن وامان بحال ہو گیا ہے' ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہیے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔''

(اقتباس از مطبوعہ رپورٹ کانفرنس' وائٹ ہاؤس لندن' دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا)۔

بالآخر انگریزوں نے مرزا قادیانی کو تلاش کر لیا۔ اس نے انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ مسلمانوں نے کسی دور میں کسی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا۔ چنانچہ اس کے خلاف بھی تحریک کا آغاز ہوا۔ برصغیر میں پوری صدی تک اس فتنے کے خلاف تحریک چلی' جس میں ہزاروں

علمائے کرام نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد دوسرے قادیانی خلیفہ مرزا محمود احمد نے کہا:

''بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے' لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں۔ پس جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لیے یہ عمدہ موقع ہے' اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنائیں' تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔''

(مرزا محمود احمد کا بیان' اخبار الفضل' 12 اگست 1948ء)

فتنہ گر خلیفہ قادیان کے حکم پر قادیانیوں نے بلوچستان میں بڑے پیمانے پر تبلیغی سرگرمیاں شروع کیں' لیکن غیرت اسلامی اور عشق رسول ﷺ سے معمور مسلمانوں نے تبلیغ کرنے پر ایک قادیانی میجر ڈاکٹر محمود کو فی النار جہنم کیا اور اس طرح ان کے عزائم خاک میں ملا دیئے۔ الحمدللہ' بلوچستان پہلا صوبہ ہے جہاں 1973ء میں قادیانیوں کے خلاف فیصلہ کن تحریک شروع ہوئی' جو 1974ء کی تحریک ختم نبوت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ مسلمانوں کی نوے سالہ جدوجہد کے بعد شہدائے ختم نبوت کی قربانیوں کے نتیجہ میں قادیانیوں کو پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے 1974ء میں متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ آئین میں ترمیم کر دی گئی' لیکن قانون سازی نہ ہو سکی۔ مسلمانوں نے دوبارہ تحریک شروع کی۔ 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا گیا تو مرزا طاہر کی ہدایت پر قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی شروع کر دی۔ اپنی دکانوں' مکانوں اور عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ تحریر کرنا شروع کر دیا' سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگانے شروع کر دیئے اور آئین پاکستان کی دھجیاں اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہنا شروع کر دیا۔ لیکن' انہیں کیا خبر کہ مسلمان ہمیشہ اپنے آقا و مولا حضور سرور عالم ﷺ کی عزت و ناموس پر مر مٹنے اور اس کی خاطر دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں جنھوں نے فرنگی دور میں کالے قانون کی پروا کیے بغیر گستاخان رسول کو کیفر کردار تک پہنچایا اور خود مسکراتے ہوئے تختہ دار پر چڑھ گئے' وہ کلمہ طیبہ کی توہین کس طرح برداشت کر سکتے ہیں؟

بلوچستان میں مشرق وسطیٰ کا قبائلی نظام ہے' جس کے اعلیٰ اقدار ہیں۔ قبائلی معاشرہ میں دیندار ماحول ہے۔ اس پرامن صوبے میں قادیانیوں نے مسلمانوں کی دینی حمیت کو للکارا اور کلمہ طیبہ کے بیج لگائے۔ سب سے پہلے ایک قادیانی حیات کو لیاقت بازار میں کلمہ طیبہ کا بیج لگائے ہوئے دیکھ کر عالمی

مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک پرعزم کارکن حاجی محمد رفیق بھٹی مرحوم نے مجلس کے مبلغ اور مجاہد ختم نبوت مولانا نذیر احمد تونسوی کو اطلاع دی۔ انہوں نے حیات قادیانی کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا۔ سٹی تھانہ کے ایس۔ ایچ۔ او چودھری محمد شریف نے مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کیا۔ ایک دینی جذبہ سے سرشار پولیس افسر سب انسپکٹر نذیر احمد نے تفتیش کی۔ مولانا نذیر احمد تونسوی نے دو اور قادیانیوں ظہیر الدین اور عبدالرحمٰن کو بھی پکڑ کر پولیس کے حوالہ کیا۔ دینی حمیت سے سرشار پولیس افسران انسپکٹر حاجی راجہ ارشاد احمد' انسپکٹر شاہنواز وٹو' سب انسپکٹر عبدالعزیز اور سید رفیع اللہ شاہ نے مقدمہ کی احسن طریقے سے پیروی کر کے حق ادا کر دیا۔ پی۔ ڈی۔ ایس۔ پی اور اب ایس۔ پی سردار وریمن حاجی ملک محمد سرور اعوان' پی۔ ڈی۔ ایس۔ پی سید امتیاز شاہ اور پراسیکوٹنگ انسپکٹر ملک نثار عباس نے مقدموں میں معاونت کی۔ سٹی مجسٹریٹ رحیم شاہ عبداللہ زئی پہلے پاکستانی ہیں' جو سب سے پہلے دشمنانِ رسول کو سزا دے کر شافعِ محشر کی شفاعت کے حقدار بن گئے۔ علاوہ ازیں ایڈیشنل سیشن جج جناب سردار نادر خان' جناب چودھری محمد اسلم مرحوم بھی رحمت دو عالم کی شفاعت کے حق دار بن گئے۔

مولانا نذیر احمد تونسوی نے مقدمات میں وکلاء کی شاندار معاونت کی۔ دینی غیرت وحمیت کے پیش نظر بڑی تعداد میں وکلاء صاحبان نے مقدموں کی پیروی کی۔ اس کا اصل کریڈٹ وکیل ختم نبوت چودھری اعجاز یوسف' زاہد مقیم انصاری' وکیل سرکار جناب جاوید غزنوی صاحب' اسپیکر بلوچستان اسمبلی ملک سکندر خان ایڈووکیٹ' ثنا خواں اہل بیت مجاہد ختم نبوت حاجی خورشید اقبال' محسن جاوید راہی' چودھری اصغر علی گجر' شوکت حسین سرور' جاوید میر' اورنگ زیب' جناب مرزا احسن نے بھی پیروی کی۔ عدالت عالیہ کی معاونت سینئر ایڈووکیٹ جناب محمد مقیم انصاری اور جناب بشارت اللہ نے کی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام وکلاء اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کیسوں کے تمام مراحل میں خصوصی توجہ اور محنت' مجلس کے نائب امیر حاجی سید شاہ محمد آغا نے کی' وہ مقدمات کی نگرانی کرتے رہے۔ مزید برآں ممتاز علماء کرام' امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا محمد منیر الدین استاذ العلماء مولانا عبدالغفور' سینئر حافظ حسین احمد' مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوار الحق حقانی' جامع مسجد قندھاری کے خطیب مولانا عبدالواحد' حاجی محمد زمان خان اچکزئی' مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالحق حقانی مرحوم' مجلس کے سیکرٹری حاجی تاج محمد فیروز' جمعیت کے رہنماء مولانا نور محمد' مولانا حافظ حسین احمد شرودی' جامع مسجد انگل روڈ کے خطیب مولانا آغا محمد حافظ محمد انور مدوخیل' حاجی سید سیف اللہ' آغا حاجی عبدالحنان بڑیچ' جامع مسجد کباڑی کے خطیب مولانا عبدالرزاق' چودھری محمد طفیل احرار' کونسلر سردار صفدر زمان' حاجی نعمت اللہ خان' جناب محمد نعیم ترین' راجہ امجد علی' جناب محمد عارف بھٹی' مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالباقی' حاجی عبداللہ خان مینگل' راحت ملک ککے زئی' حاجی عبدالمتین' حاجی ملک مقصود عالم' سید انور

شاہ ملک' سعید حسن' قاری عبدالرحمان' مولانا عبدالرحیم رحیمی' مولانا عبداللہ میز' حاجی محمد نسیم' حاجی فضل قادر شیرانی' مولانا قاضی غلام رسول' ماسٹر گل رحمان توحیدی' قاری محمد شریف' قاری غلام یٰسین' صوفی غلام رسول' مولانا صوفی محمد عالم' محمد اسحاق پرکانی' حاجی محمد عظیم بڑیچ' حاجی خان محمد اور سینکڑوں مسلمان ہر پیشی پر حاضر ہوتے رہے' جن میں سے بہت سے نام یاد نہیں آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو' آمین۔ مقامی صحافیوں' جنگ کے ایڈیٹر مجید اصغر' روزنامہ مشرق کے ایڈیٹر مقبول رانا' مشرق کے چیف رپورٹر راؤ محمد اقبال' میزان کے ایڈیٹر جمیل الرحمان' ممتاز صحافی ممتاز ترین' جسارت کے رپورٹر کاظم مینگل' نوائے وقت کے بزرگ صحافی عبدالعزیز بھٹی' مقامی صحافی ایوب ترین نے پیشہ ورانہ فرائض میں اپنی حمیت کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

اس فیصلہ کی اشاعت میں محترم محمد متین خالد اور محترم طاہر رزاق کی کاوشیں شامل ہیں۔ ان کا شکریہ ادا نہ کرنا زیادتی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ان مجاہدین ختم نبوت کو شافع محشر ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے' آمین۔

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت

فیاض حسن سجاد

سینئر سٹاف رپورٹر

روزنامہ ''جنگ'' کوئٹہ

ہائی کورٹ آف بلوچستان، کوئٹہ

(ابتدائی معلومات)

فوجداری نگرانی نمبر 38/87

○ ظہیر الدین ولد عطاء الرحمٰن، ذات قریشی، سکنہ فلیٹ نمبر 21 سی' کبیر بلڈنگ' جناح روڈ کوئٹہ' اب قیدی، سینٹرل جیل مچھ .... سائل

بنام

سرکار .... مسئول الیہ

فوجداری نگرانی نمبر 39/87

○ رفیع احمد ولد ظفر احمد' ذات شیخ' سکنہ نہال سنگھ سٹریٹ' کوئٹہ اب قیدی' سینٹرل جیل مچھ .... سائل

بنام

سرکار.. مسئول الیہ

فوجداری نگرانی نمبر 40/87

○ عبدالمجید ولد عبدالسلام، ذات ککے زئی' سکنہ علی یاور سٹریٹ' تو غی روڈ' کوئٹہ اب قیدی'

سینٹرل جیل مچھ...سائل

بنام

سرکار ....مسئول الیہ

فوجداری نگرانی نمبر 41/87

o عبدالرحمان خان ولد محمد عبداللہ، ذات ککے زئی سکنہ قائد آباد' کوئٹہ اب قیدی، سینٹرل جیل مچھ .... سائل

بنام

سرکار .... مسئول الیہ

فوجداری نگرانی نمبر 42/87

o چودھری حیات ولد چودھری اللہ بخش' ذات کشمیری بٹ' سکنہ گوردت سنگھ روڈ' کوئٹہ...سائل

بنام

سرکار .... مسئول الیہ

درخواستہائے نگرانی: زیر دفعات 435/439 ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان بحکم مورخہ 16 جون 1987ء از مسٹر جے۔ کے شیروانی ایڈیشنل سیشن جج درجہ اول' کوئٹہ' بدیں وجہ سائل کی اپیل بخلاف حکم سزادہی اور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر I اور مجسٹریٹ درجہ اول کوئٹہ کی طرف سے صادر شدہ سزا برقرار رہی اور سائل کی اپیل خارج کر دی گئی۔

تاریخ ہائے سماعت: 19 ستمبر 1987ء ...... 3 اکتوبر 1987ء ...... 4 اکتوبر 1987ء اور 5 اکتوبر 1987ء

سائل: ظہیر الدین و دیگران بذریعہ مسٹر مجیب الرحمان ایڈووکیٹ......
مددگار وکلا: مبارک احمد' سید علی احمد طارق، خالد ملک' احسان

الحق اور مرزا عبدالرشید ایڈووکیٹ صاحبان۔

مسئول الیہ: سرکار بذریعہ چودھری محمد اعجاز یوسف ایڈووکیٹ......محمد مقیم انصاری اور بشارت اللہ ایڈووکیٹ صاحبان بطور صدیق العدالت۔

فیصلہ

جسٹس امیر الملک مینگل

میں اس واحد فیصلے کے ذریعے مندرجہ ذیل فوجداری نگرانیوں کے تصفیے تجویز کرتا ہوں کیونکہ درخواستیں حقائق اور قانون کے مشترکہ مسئلے پر مبنی ہیں۔

1- فوجداری نگرانی نمبر 38 (1987ء) ظہیر الدین بنام سرکار

2- فوجداری نگرانی نمبر 39 (1987ء) رفیع احمد بنام سرکار

3- فوجداری نگرانی نمبر 40 (1987ء) عبدالمجید بنام سرکار

4- فوجداری نگرانی نمبر 41 (1987ء) عبدالرحمان بنام سرکار

5- فوجداری نگرانی نمبر 42 (1987ء) چودھری حیات بنام سرکار

ان درخواستوں کی بنیاد ان متعلقہ واقعات پر ہے کہ مذکورہ سائلوں کے خلاف مختلف ایف-آئی-آر درج کی گئیں، جن میں ایک ہی طرح کے الزامات ہیں کہ انہوں نے احمدی (قادیانی) ہونے کے باوجود ''کلمہ طیبہ'' کے بیج لگائے۔ چنانچہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر I اور سٹی مجسٹریٹ کوئٹہ کی عدالتوں میں ان کے چالان پیش کیے گئے اور مقدمات کی سماعت ہوئی۔ بعد ازاں ان کا جرم ثابت ہونے پر ضابطہ فوجداری کی ج۔298 کے تحت فرداً فرداً ہر سائل کو ایک سال قید بامشقت کے علاوہ ایک ہزار روپے فی کس جرمانہ کی سزا سنائی گئی، جس کی عدم ادائیگی کی صورت میں مزید ایک ماہ قید بامشقت دی جانی تھی۔

مذکورہ سائلان احمدی (قادیانی) ہیں اور انہوں نے واقعی کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوئے تھے، سماعت مقدمہ کے دوران اس امر واقعہ سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔

ان سائلان نے متعلقہ حکم سزا دہی سے بے اطمینان ہو کر فاضل سیشن جج کوئٹہ کی

عدالت میں اپیل کرنے کو ترجیح دی' جنہوں نے اس کو ایڈیشنل سیشن جج I کوئٹہ کے پاس منتقل کرنا پسند کیا۔ اپیل کنندگان کی سماعت کے بعد فاضل ایڈیشنل سیشن جج I کوئٹہ نے ان اپیلوں کو خارج کرنا پسند کیا۔ دیکھئے ان کا حکم مورخہ 16 جون 1987ء۔

یہ تمام درخواستیں بمطابق احکام مذکورہ مورخہ 10 جولائی 1986ء صادر کردہ سٹی مجسٹریٹ اور حکم مورخہ 16 جون 1987ء صادر کردہ ایڈیشنل سیشن جج I کوئٹہ' داخل دفتر کی گئیں۔

ان سائلان کے فاضل وکیل مسٹر مجیب الرحمان نے بہت سے ایسے قانونی سوالات اٹھائے جو عوامی اہمیت کے حامل تھے' جس پر عدالت نے مسٹر محمد مقیم انصاری اور مسٹر بشارت اللہ ایڈووکیٹ صاحبان کو بطور صدیق العدالت مقرر کیا۔ علاوہ ازیں مسٹر اعجاز یوسف نے بطور سرکاری وکیل بحث میں حصہ لیا۔

مزید کارروائی کے آغاز سے پیشتر یہ مناسب ہوگا کہ ان ابتدائی قانونی اعتراضات کا تصفیہ کرلیا جائے جو سائلوں کے فاضل وکیل مسٹر مجیب الرحمان نے اٹھائے۔ یہ استدلال بڑا زور دے کر پیش کیا گیا کہ چونکہ اپیل کنندگان کی طرف سے دائر کردہ پانچ مختلف اپیلوں کا ایک مشترک فیصلے سے تصفیہ کیا گیا ہے' لہذا فاضل عدالت مرافعہ نے ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان کی دفعہ 367 بشمول دفعہ 424 کی شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قانونی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ فاضل وکیل نے ''ہر ایک سماعت مقدمہ'' کے الفاظ کا حوالہ دیتے ہوئے' جو دفعہ 366 ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان میں استعمال ہوئے' اظہار رائے کیا کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت مختلف عدالتی فیصلوں کی یکجائی کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی حلفاً بیان کیا گیا کہ اگر ایک مشترکہ عدالتی فیصلہ تحریر کیا جائے تو اس صورت میں بھی ضروری ہے کہ متعلقہ جج انفرادی طور پر ہر ملزم کے مقدمے کو الگ الگ زیر بحث لائے اور ان کے ریکارڈ پر موجود متعلقہ مواد کا حوالہ بھی دیا جائے۔ علاوہ ازیں یہ حجت بھی پیش کی گئی کہ اگر کوئی جج فرداً فرداً ہر ملزم کی شہادت کو الگ الگ اور امتیازی طور پر زیر بحث لائے بغیر' اور ہر ایک ملزم سے متعلقہ شہادت کا انفرادی حوالہ دیئے بغیر کوئی مشترکہ عدالتی فیصلہ صادر کرتا ہے' تو وہ غیر صحیح ہو جاتا ہے اور یوں ان احکام کے ساتھ منسوخ کر دیئے جانے کا مستوجب ہوتا ہے کہ ماتحت عدالت ازسرنو تحقیقات کر کے اس مقدمے کو دوبارہ تحریر کرے۔ مندرجہ ذیل مقدمات کے حوالہ جات پیش کیے گئے:

(i) راجا محمد بنام سرکار بمطابق رپورٹ پی ایل ڈی 1965ء کراچی صفحہ 637-اس

مقدمے میں یہ بات ملحوظ رکھی گئی کہ دو مقابل مقدموں کا ایک عدالتی فیصلے سے تصفیہ غیر قانونی نہیں ہے۔ تاہم یہ احتیاط ضروری ہے کہ ہر مقدمے کو ریکارڈ پر موجود مواد کے پیش نظر علیحدہ طور پر نمٹایا جائے اور اس میں دوسرے مقدمے کے ریکارڈ اور مواد کا حوالہ نہ دیا جائے۔

(ii) مقدمہ گل شیر بنام سرکار بمطابق رپورٹ پی ایل ڈی 1963ء کراچی 598' جن میں یہ قرار دیا گیا کہ جب دو اپیلوں کی یکجا سماعت کی جاتی ہے تو ہر اپیل کنندہ کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ اس کے مقدمے کو علیحدہ اور انفرادی طور پر زیر غور لایا جائے۔

(iii) طاہر بنام سرکار' بمطابق رپورٹ پاکستان کریمنل لاء جرنل 1968ء صفحہ 465' جس میں اس بات کو ملحوظ رکھا گیا کہ اگر عدالت مرافعہ کے فیصلے میں نہ مقدمے کے واقعات بیان ہوں' نہ عدالتی فیصلے کے تجویزی نکات درج ہوں' اور نہ شہادت کو زیر بحث لایا گیا ہو' تو اس اپیل کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا بتقاضائے قانون تصفیہ ہوا ہے۔

(iv) ایک اور حوالہ بابت مقدمہ سید عبدالوحید بنام سرکار' بمطابق رپورٹ پاکستان کریمنل لاء جرنل 1968ء صفحہ 776' یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ عدالت مرافعہ نے چھ مختلف اپیلوں کو نمٹاتے ہوئے ''ہر جگہ لاگو'' قسم کا فیصلہ (Omnibus Judgment) صادر کیا تو کہا گیا کہ اس طرح ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان کی متعلقہ شرائط کی تعمیل نہیں کی گئی اور مقدمہ ماتحت عدالت کو بھجوایا گیا تاکہ ہر معاملے کی انفرادی شہادت کے مطابق از سر نو سماعت مقدمہ کے بعد علیحدہ علیحدہ فیصلہ صادر کیا جائے۔

(v) اور آخر میں مقدمہ کالو بیپاری بنام سرکار' بمطابق رپورٹ پی ایل ڈی 1958ء ڈھاکہ 549' کا سہارا لیا گیا' جس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ آخری عدالت مرافعہ بربنائے واقعات اپنے عدالتی فیصلے میں کم از کم اتنی توضیح تو کرے جس سے معلوم ہو کہ متعلقہ شہادت کے مطابق غور و خوض کے بعد فیصلہ ہوا ہے اور جس سے کم از کم عدالت نگرانی کو یہ فیصلہ کرنے میں سہولت ہو کہ آیا سماعت مقدمہ میں شہادت کو مناسب حد تک جانچنے پرکھنے کا عمل بروئے کار آیا تھا یا نہیں' اور یہ کہ آیا وہ تمام نکات جن پر فیصلہ صادر ہونا تھا' آخری عدالت مرافعہ بربنائے واقعات کے زیر بحث آ چکے ہیں۔

متذکرہ بالا تمام عدالتی فیصلوں کے مطالعے' اور دفعہ 424 ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان کے جائزے سے اس بات کا لحاظ کیا جا سکتا ہے کہ عدالت مرافعہ کا فیصلہ ایسا ہونا چاہیے جو ریکارڈ پر موجود متعلقہ مواد سے سروکار رکھتا ہو' اور اس میں وہ دلائل بھی شامل ہوں جن کی بناء پر فرداً فرداً ہر ملزم کے متعلق اختتامی فیصلہ کرتے وقت نتائج اخذ کیے گئے ہوں۔ اس کا ایک اور مقصد

یہ نظر آتا ہے کہ عدالت مرافعہ کا فیصلہ ایسا ہو کہ ہائیکورٹ بوقت نگرانی متعلقہ ریکارڈ سے رجوع کیے بغیر مقدمے کی نوعیت کو پوری طرح سمجھنے کے قابل ہو سکے۔ اگر کوئی عدالتی فیصلہ ریکارڈ کے مواد سے مناسبت رکھتا ہو' اور اس میں قانون کی متعلقہ دفعات پر بحث وتمحیص کا احاطہ کرتے ہوئے وہ دلائل بھی بیان ہوں' جن کی بناء پر نتائج اخذ کیے گئے' تو ایسے فیصلے کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ دفعہ 424 ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان کی خلاف ورزی کر کے صادر کیا گیا ہے۔

محولہ بالا تمام مقدمات کے ملحوظات کا موجودہ مقدمے پر اطلاق کرتے ہوئے یہ نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ فاضل عدالت مرافعہ نے اس مقدمے کے قانونی اور واقعاتی پہلوؤں کو بالکل مدنظر رکھا ہے۔ چونکہ تمام سائلوں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے احمدی ہوتے ہوئے کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوئے تھے' لہٰذا اسی نکتے کا تعین ہونا تھا کہ آیا انہوں نے دفعہ ج۔ 298 تعزیرات پاکستان کے مفہوم کے مطابق جرم کا ارتکاب کیا ہے یا نہیں۔ یہ نکتہ ان تمام اپیلوں میں مشترکہ تھا' لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے مشترک عدالتی فیصلے سے مذکورہ اپیل کنندگان کے ساتھ کسی بھی طرح کا تعصب برتا گیا' یا یہ کہ فاضل عدالتِ مرافعہ ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان کی دفعات 367 اور 424 کی مطلوبہ شرائط کی پابندی کرنے میں ناکام رہی۔ میں نے عدالت مرافعہ کے عدالتی فیصلے کو ان دلائل کی روشنی میں بغور پڑھا ہے' جو سائلان کے فاضل وکیل نے پیش کیے' اور مجھے یہ باور کرنے کی کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی کہ اس فیصلے میں ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان کی دفعہ 424 کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے جرم کی نوعیت یکساں ہے یعنی ہر سائل نے احمدی ہونے کے باوجود کلمہ طیبہ کا بیج لگایا ہوا تھا' لہذا شہادت پر بحث وتمحیص کے استصواب کا موقع نہ تھا' جیسا کہ استغاثہ نے رہنمائی کی ہے' اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابتدائی سماعت مقدمہ میں تمام سائلوں نے متعلقہ مجسٹریٹ کے سامنے یہ بات تسلیم کی تھی کہ وہ احمدی ہیں اور انہوں نے واقعی کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوئے تھے۔ ان سب کا ایک ہی مشترکہ موقف تھا کہ ایسا کرتے ہوئے انہوں نے درحقیقت کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔ چونکہ ان پانچوں درخواستوں میں فیصلے کا تعین کرنے کا یہی نکتہ تھا کہ آیا احمدیوں کے کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کا فعل دفعہ ج۔ 298 تعزیرات پاکستان کے دائرہ نظر میں جرم قرار پاتا ہے یا نہیں' لہذا ان سب کے لیے ایک مشترکہ عدالتی فیصلہ کسی قانونی کمزوری کا حامل نہیں ہوا۔ مزید برآں کسی بھی سائل کے ساتھ بے انصافی نہیں کی گئی۔ لہذا مجھے اس ابتدائی قانونی عذرداری پر مذکورہ عدالتی فیصلے کو خارج کرنے کی کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی۔

بعد ازاں مسٹر مجیب الرحمان نے ایک اور حجت پیش کی کہ چونکہ سائلوں پر لگایا جانے

والا الزام ناقص تھا' لہذا ان کے لیے سزا دہی کا حکم جائز نہیں ہے۔ فاضل وکیل کے بموجب مجسٹریٹ نے فرد جرم لگاتے وقت ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان کے باب XIX' اور خصوصاً دفعہ 223 کی شرائط کی خلاف ورزی کی۔ فاضل وکیل نے یہ ادعا بھی کیا کہ سائلوں کو جو فرد جرم پڑھ کر سنائی گئی' وہ دفعہ 342 ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان کے تحت ان سے پوچھے گئے سوالات سے مختلف تھی۔ نزاع اس بات پر تھا کہ سائلوں سے ان کے بیانات قلمبند کرتے ہوئے زیر دفعہ 342 فوجداری تعزیرات پاکستان' جس طرح کے سوالات کیے گئے' وہ ان سے نہیں پوچھے جا سکتے تھے' تاوقتیکہ پہلے فرد جرم میں اس کے مطابق ترمیم کر لی جاتی۔ متذکرہ بالا نزاع کو جانچنے کے لیے بہتر ہوگا کہ سائلوں کے خلاف فرد جرم کو یہاں پیش کر دیا جائے' جو اس طرح سے تھی:

> ''تم پر یہ الزام ہے کہ تم نے قادیانی / لاہوری (مرزائی) ہوتے ہوئے کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر زیر دفعہ ج۔298 تعزیرات پاکستان کی خلاف ورزی کی ہے۔ کیا تم جرم سے انکار کرتے ہو یا اقرار کرتے ہو۔''

سائلوں سے زیر دفعہ 342 ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان جو متعلقہ سوال کیا گیا' وہ یوں تھا:

> س...... ''کیا یہ درست ہے کہ تم نے کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر قادیانی ہونے کے ناطے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے۔ اس لیے تم نے جرم ج۔298 تعزیرات پاکستان کا ارتکاب کیا ہے؟''

مسٹر مجیب الرحمان نے خاصے زوردار لہجے میں اصرار کیا کہ ملزمان/ سائلان سے زیر دفعہ 342 فوجداری تعزیرات پاکستان دریافت کردہ سوال' اور فرد جرم کی عبارت میں صریحاً تناقضات پائے جاتے ہیں۔ فاضل وکیل کے بموجب جواب دہی کے مرحلے میں یہ بات سائلوں سے خالص تعصب برتنے کا باعث بنی' درآنحالیکہ ان کی غلط رہنمائی کی گئی۔

ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان کی اس دفعہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد' جو ملزم پر فرد جرم لگانے سے تعلق رکھتی ہے' اس کا ناقابل تردید نتیجہ یہ نکلے گا کہ فرد جرم سنانے کا محض یہی مقصد دکھائی دیتا ہے کہ جس شخص کو ملزم قرار دیا جائے' وہ اپنے اوپر عائد شدہ ان الزامات کو بخوبی جاننے کے قابل ہو جائے' جن کا اسے سامنا کرنا پڑے گا' اور جن کے لیے اسے شہادت لیتے وقت تیار رہنا چاہیے۔ اس سیاق و سباق میں قانونی ضرورت یہ ہوگی کہ ملزم کو اس جرم کے کوائف مع واقعاتی درستی اور تیقن کے مہیا کر دیئے جائیں' جس کا اس پر الزام ہو۔ اگر ملزم ان الزامات سے بخوبی واقف ہو جائے جو استغاثہ اس کے خلاف ثابت کرنا چاہتا ہے' اور وہ اس اصلی فرد جرم کو بھی

جان لے' جس کا اسے سامنا کرنا ہے' تو ملزم پر متعلقہ فرد جرم عائد کرنے کا مقصد بالکل پورا ہو جائے گا۔

مقدمہ سردار گیان سنگھ بنام شہنشاہ بمطابق رپورٹ اے-آئی-آر 1938ء لاہور 828' اور مقدمہ محمد احسان خاں بنام سرکار بمطابق رپورٹ 1968ء پاکستان کریمنل لاء جرنل 759' پر انحصار کرتے ہوئے فاضل وکیل نے دلیل پیش کی کہ ملزم پر فرد جرم لگاتے وقت اسے یہ بھی خاص طور پر بتانا لازمی ہے کہ اس نے جرم کا ارتکاب کس ''طریقے'' سے کیا۔ میں نے مذکورہ بالا دو عدالتی فیصلوں کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اتفاق سے ان دونوں کا تعلق جرم فریب دہی سے ہے اور ان دونوں متذکرہ مقدموں میں اس قانونی ضرورت کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان کی دفعہ 223 میں استعمال ہونے والا لفظ ''طریقہ'' (بمعنی انداز) جرم فریب دہی کے حوالے سے ہر اس جزو ترکیبی کو شامل کرتا ہے جس کی بدولت وہ عمل محض ایک غیر فوجداری دھوکہ (بمعنی دغا یا مغالطہ دہی) بن کر منقطع یا ختم ہو جاتا ہے اور دفعہ 415 تعزیرات پاکستان کے مفہوم میں فریب دہی کا جرم بن جاتا ہے' اور یوں اس کا شکار ہونے والے کے جسم' ذہن' شہرت یا جائیداد پر اس دھوکے کی اثر پذیری اس جرم فریب دہی کے طریقے کا ایک حصہ بن جاتی ہے۔

اس مقدمے کے واقعات کو متذکرہ بالا مقدمات میں کیے گئے مشاہدات کی روشنی میں جانچتے ہوئے اور ضابطہ فوجداری تعزیرات پاکستان میں محفوظ دفعات کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہی رائے قائم کی ہے کہ سائلوں پر فرد جرم بالکل مناسب طور پر عائد کی گئی ہے اور صفائی پیش کرنے کے مرحلے میں سائلوں کو کسی بھی انداز سے گمراہ نہیں کیا گیا۔ دفعہ 342 فوجداری تعزیرات پاکستان کے تحت جو سوالات پوچھے گئے' ان میں خفیف سی تبدیلی سے سائلوں کو اپنی صفائی پیش کرنے میں کسی بھی طرح کی معذوری نہیں ہوئی' کیونکہ اس طرح پوچھے گئے سوالات لب لباب کے لحاظ سے باہم مماثل تھے اور دفعہ ج۔298 تعزیرات پاکستان کے اجزائے ترکیبی پر محیط تھے۔ سائلوں کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ج۔298 کے تحت عائد شدہ فرد جرم کا سامنا کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان سب نے ایک مشترکہ عذر پیش کیا کہ انہوں نے کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر قانون کے تحت کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا' کیونکہ کلمہ طیبہ ان کے مذہب کا ایک حصہ ہے۔ میں یہ بات سمجھنے میں ناکام رہا ہوں کہ سائلوں کو اپنی صفائی پیش کرنے سے کس طرح روکا گیا یا ان سے زیر دفعہ 342 تعزیرات پاکستان جو سوالات کیے گئے' ان میں کس انداز سے تعصب برتا گیا۔ لہٰذا اس کا یہی نتیجہ نکلا کہ مذکورہ عذر داری قانونی لحاظ سے مستحکم نہیں' چنانچہ اس کو مسترد کیا جاتا ہے۔

اس سے ہمیں ایک ایسے مشتق سوال کی طرف رہنمائی ملتی ہے جو تعین کا متقاضی ہے اور جسے یوں پیش کیا جا سکتا ہے:

آیا ان سائلوں نے' جو قادیانی تھے' کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر دفعہ ج۔ 298 کے مفہوم کے مطابق کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے؟

اس نکتے پر مسٹر مجیب الرحمان اور فاضل صدیق العدالت نے طویل اور ماہرانہ بحث کا آغاز کیا۔ مسٹر مجیب الرحمان نے اس سلسلے میں جو نزاعات اٹھائے' ان کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے:

(الف) کلمہ طیبہ کا بیج لگانا دفعہ ج۔298 تعزیرات پاکستان کے مفہوم کے مطابق کسی جرم کی ذیل میں نہیں آتا' کیونکہ دفعہ ج۔298 تعزیرات پاکستان میں صریحی طور پر کلمہ طیبہ کا ذکر نہیں کیا گیا' اور متن کی لفظی تعبیر کے اصول پر یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ بھی تعزیرات پاکستان کی دفعہ ج۔298 کا حصہ بنتا ہے۔

(ب) دفعہ ج۔298 میں کلمہ طیبہ کا تذکرہ نہ ہونا کوئی اتفاقی فروگزاشت نہیں ہے' بلکہ دیدہ و دانستہ ایسا ہوا ہے۔ قانون ساز ادارہ (مقننہ) اس بات سے بخوبی واقف تھا کہ کلمہ طیبہ کہنا یا پڑھنا مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان ایک مشترکہ عمل ہے۔

(ج) فوجداری قانون کی تعبیر و تشریح بالکل ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے' اور وہ بھی موضوع کے حق میں ہونی چاہیے۔ ماتحت عدالتوں کی طرف سے اصول "Expressio Unius Est Exclusio Alterious" یعنی ذکرِ صریح اخراج معنوی کا مناسب حد تک احساس نہیں کیا گیا۔

(د) یہ کہ دفعہ ج۔ 298 تعزیرات پاکستان کے صحیح معنوں کی تعبیر کی غرض سے "Ejusdem Generis" (یعنی ہم قسم یا ہم نوعیت) اور "Noscitur Associis" کے اصولوں کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

(ہ) یہ نزاعی نکتہ بھی اٹھایا گیا کہ لفظ "یا" جو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ج۔298 میں کئی بار آیا ہے' اکثر اوقات تشریحی اور توضیحی صورت میں استعمال ہوا ہے (اس لفظ کو زیادہ تر نہ تو حرفِ عطف (Conjunction) کے طور پر برتا گیا ہے اور نہ بطور حرف افتراق (Disjunction)۔ تاہم فاضل وکیل نے گزارش کی کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ج۔298 میں محض تین جرموں کا ثبوت ملتا ہے۔

(و) یہ کہ مجرم ضمیر (Mens rea) ہی کسی ارتکابِ جرم کی بنیاد ہوتا ہے' جو موجودہ

مقدمے میں مفقود ہے۔

اس کے برعکس فاضل صدیق العدالت (Amicus Curiae) مسٹر محمد مقیم انصاری اور مسٹر بشارت اللہ نے طویل بحث کا آغاز کیا۔ انہوں نے جو دلائل پیش کیے' ان کے نمایاں خدوخال کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے:

(i) مقننہ (یعنی ادارۂ قانون ساز) کی نیت صاف اور واضح ہے۔ متذکرہ بالا دفعات میں استعمال شدہ الفاظ کے لفظی (لغوی) یا صرفی نحوی (گرامری) معانی کی مزید تعبیر و تشریح کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

Ejusdem Generis (ہم نوعیت) اور Noscitur Associis کا اصول یہاں قابل اطلاق نہیں ہیں' کیونکہ مقننہ کی نیت مطلقاً واضح ہے۔

(ii) اس سلسلے میں تاریخِ قانون سازی کا بغور مطالعہ کر کے فاضل صدیق العدالت نے گزارش کی کہ تعزیرات پاکستان کی دفعات ب-298 اور ج-298 الگ الگ (مستقل) دفعات ہیں اور ان سے جدا جدا جرموں کا تعین ہوتا ہے۔ دفعہ ب-298 کا تعلق مقدس ناموں' القابوں اور مقامات کے تحفظ سے ہے' جبکہ دفعہ ج-298 میں ان جرائم کی تفصیل ہے جو عمومی طرز عمل سے متعلق ہیں۔

(iii) ان کی طرف سے یہ نزاعی دلیل بھی پیش کی گئی کہ مقننہ (یعنی ادارۂ قانون ساز) کی نیت کا استنباط کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ کسی مخصوص قانونِ موضوعہ (Statute) کی تمہید دیکھ لی جائے جو اس مقننہ کی نیت معلوم کرنے کے لیے ایک رہنما اصول فراہم کرتی ہے۔

فریقین کے فاضل وکیل نے جو نزاعات اٹھائے ہیں' ان کی جانچ پرکھ کرنے کی غرض سے اس مرحلے پر مناسب ہوگا کہ آرڈیننس XX مجریہ 1984ء یہاں پیش کیا جائے جس کا پورا انگریزی نام یوں ہے:

Anti - Islamic Activities of Qadyani Group, Lahori Group and Ahmadis.

(Prohibition and Punishment) Ordinance, 1984.

(یعنی قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا امتناعی اور تعزیری آرڈیننس' مجریہ 1984ء)

''اس آرڈیننس کا مقصد موجودہ قانون میں ترمیم ہے تاکہ قادیانی گروپ' لاہوری

گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکا جائے۔
(گزٹ آف پاکستان' غیر معمولی' حصہ اول' 26 اپریل 1984ء) نمبر ایف 17 (1) / 84 اشاعت :...... مندرجہ ذیل آرڈیننس جاری کردہ صدر مملکت بذریعہ ہذا اطلاع عامہ کے لیے شائع کیا جاتا ہے:

ہرگاہ یہ امر قرینِ مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے۔

اور ہرگاہ صدر مملکت کو ایسے حالات کی موجودگی کے بارے میں کوئی شبہ نہیں جو فوری اقدام کی ضرورت کے متقاضی ہیں۔

لہذا اب صدر مملکت نے 5 جولائی 1977ء کے اعلان کی پیروی میں' اور ان تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے' جو انہیں اس سلسلے میں حاصل ہیں' بخوشی مندرجہ ذیل آرڈیننس کو تشکیل کر کے مشتہر کیا ہے۔

حصہ اول: ابتدائی

1- مختصر نام اور آغازِ نفاذ: (i) اس آرڈیننس کو ''قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا امتناعی اور تعزیری آرڈیننس' مجریہ 1984ء کہا جائے گا۔

(ii) یہ آرڈیننس فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

2- عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر فوقیت کا آرڈیننس: اس آڈیننس کی دفعات بلا لحاظ کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے' اثر پذیر ہوں گی۔

حصہ دوم: ترمیم تعزیرات پاکستان (ایکٹ XLV مجریہ 1860ء)

3- ایکٹ XLV مجریہ 1860ء میں نئی دفعات ب-298 اور ج-298 کا اضافہ : تعزیرات پاکستان (پاکستان پینل کوڈ) ایکٹ (XLV آف 1860ء)' باب XV' دفعہ الف-298 کے بعد مندرجہ ذیل نئی دفعات بڑھائی جائیں گی' یعنی:
ب۔ 298۔ معینہ مقدس ہستیوں یا مقاماتِ مقدسہ کے لیے مختص القابوں' وصفی بیانوں اور صفاتی ناموں وغیرہ کا بے جا استعمال: (1) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی

شخص جو بولے گئے یا لکھے گئے لفظوں کے ذریعے یا نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے

(الف) رسول کریم حضرت محمد (ﷺ) کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کے لیے ''امیر المومنین''، ''خلیفۃ المومنین''، ''خلیفۃ المسلمین''، ''صحابی'' یا ''رضی اللہ عنہ'' جیسے الفاظ کا حوالہ دیتا یا اسے موسوم کرتا ہے،

(ب) رسول کریم حضرت محمد (ﷺ) کی کسی زوجہ (مطہرہ) کے علاوہ کسی اور کے لیے ''ام المومنین'' جیسے الفاظ کا حوالہ دیتا یا اسے موسوم کرتا ہے،

(ج) رسول کریم حضرت محمد (ﷺ) کے گھرانے (اہلِ بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کے لیے ''اہلِ بیت'' جیسے الفاظ کا حوالہ دیتا یا اسے موسوم کرتا ہے، یا

(د) اپنی عبادت کی جگہ کے لیے ''مسجد'' جیسے لفظ کا حوالہ دیتا، نام لیتا یا پکارتا ہے،

تو اس کو بمطابق تفصیل میعاد کے لیے قید کی سزا دی جائے گی، جس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین سال ہوگی، اور وہ جرمانے کی سزا کا مستوجب بھی ہوگا۔

(2) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص، جو بولے گئے یا لکھے گئے الفاظ کے ذریعے یا کسی نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے اپنے عقیدے کے مطابق کی جانے والی عبادت کے لیے بلانے کی صورت یا طریق کے لیے ''اذان'' کا لفظ استعمال کرتا ہے، یا مسلمانوں میں استعمال ہونے والی اذان دیتا ہے، تو اس کو بمطابق تفصیل میعاد کی قید کی سزا دی جائے گی، جس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔

ج-298- قادیانی گروپ وغیرہ کے شخص کا خود کو مسلم (یا مسلمان) کہنا یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا نشر و اشاعت کرنا:

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ اپنے آپ کو ''مسلم'' (یا مسلمان) ظاہر کرتا ہے، یا کہتا ہے، یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا نشر و اشاعت کرتا ہے، یا دوسروں کو خواہ بولے گئے، خواہ لکھے ہوئے الفاظ کے ذریعے اپنے عقیدے کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے، یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو برانگیختہ کرتا ہے، تو اس

کو بمطابق تفصیل میعاد کی سزا دی جائے گی جو زیادہ سے زیادہ تین سال تک بڑھائی جاسکتی ہے' اور جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔''

ابتداء میں سائلوں کے فاضل وکیل نے شدت سے زور دے کر یہ بات کہی تھی کہ کسی بھی وضع شدہ قانون میں استعمال کیے گئے الفاظ کے حقیقی معانی کی تعبیر کرنے اور مقننہ (ادارۂ قانون ساز) کی نیت (یعنی ارادہ) معلوم کرنے کے لیے یہ ایک تصفیہ شدہ اصول ہے کہ اس قانونِ موضوعہ کو لازماً مجموعی طور پر پڑھا جائے۔ فاضل وکیل نے اس قانونی منطقی جملے پر مزید بحث کرتے ہوئے کہا کہ دفعہ ب۔298 اور دفعہ ج-298 دونوں اس قانونِ موضوعہ یعنی آرڈیننس XX مجریہ 1984ء کا حصہ ہیں' لہذا جب اس میں ابہام ہے (فاضل وکیل کے بموجب تعزیرات پاکستان کی دفعہ ج -298 کے الفاظ مبہم ہیں) تو دفعہ ب-298 تعزیرات پاکستان کے حوالے سے بھی اس کی ویسی تعبیر کرنی چاہیے۔ مزید حجت پیش کرتے ہوئے کہا گیا کہ قادیانیوں کے صرف انہی کاموں کو زیر دفعہ ب-298 تعزیرات پاکستان ممنوع قرار دیا گیا ہے' جن کو زیر دفعہ ج-298 قابلِ سزا بنایا گیا ہے۔ فاضل وکیل کے بموجب ایک قادیانی یا احمدی' جس کے متعلق زیر دفعہ ج-298 تعزیرات پاکستان یہ کہا گیا کہ وہ اپنے آپ کو مسلم (یا مسلمان) ظاہر کرتا ہے' اگر وہ رسول کریم حضرت محمد (ﷺ) کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو ''امیر المومنین'' ''خلیفۃ المومنین'' ''خلیفۃ المسلمین'' ''صحابی'' یا ''رضی اللہ عنہ'' کے الفاظ سے موسوم کرتا یا خطاب کرتا ہے یا اسی ضمن میں اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہتا ہے' وغیرہ جن کا تذکرہ دفعہ ب -298 (1)' (الف)' (ب)' (ج) اور (د) میں کیا گیا ہے۔ اس طرح سے فاضل وکیل نے یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی کہ چونکہ کلمہ طیبہ پڑھنے یا کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کا دفعہ ب-298 کے تحت کسی بھی شق میں تذکرہ نہیں کیا گیا' لہٰذا ان چیزوں کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ج-298 میں مشمولہ جرائم قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ معلمہ قانونی "expresso unius exclusio alterius" کی طرف رجوع کرتے ہوئے حجت پیش کی گئی کہ دفعہ ج-298 کی شرائط عمومی نوعیت کی ہیں' جبکہ دفعہ ب۔298 میں مذکور جرائم خصوصی قسم کے ہیں' لہذا خصوصی عمومی کو خارج کرتا ہے اور اس طرح دفعہ ج-298 میں صرف انہی کاموں کو جرائم قرار دیا گیا ہے جو دفعہ ب-298 تعزیرات پاکستان میں واضح اور خصوصی طور پر مذکور ہوئے ہیں۔ سائلوں کے وکیل نے جو بحث کی اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ عدالت کا یہ کارِ منصبی نہیں ہے کہ وہ قانونِ موضوعہ میں ان لفظوں کا اضافہ کرے جو مقننہ نے بصورتِ دیگر نظر انداز کر دیئے ہوں۔ چونکہ کلمہ طیبہ کا تذکرہ موجود نہیں ہے' بلکہ دفعہ ج -298 تعزیرات پاکستان میں اس کو نظر انداز کیا گیا ہے' لہذا مذکورہ دفعہ میں اس کی توسیع یا اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔

درحقیقت فاضل وکیل، تعبیر کے ایک ایسے ضابطے کی تفصیل بیان کررہے تھے جو بخوبی تصفیہ شدہ ہے کہ جرم کو کنایتاً وجود میں نہیں لایا جاسکتا۔

متذکرہ بالا نزاع کی تائید میں فاضل وکیل نے مقدمہ خضر حیات بنام کمشنر سرگودھا ڈویژن ودیگران (پی-ایل-ڈی 1965ء لاہور 349) پر انحصار کیا۔ اس مذکورہ مقدمے میں قرار دیا گیا تھا کہ یہ ایک طے شدہ قانونی نکتہ ہے کہ عدالتیں کسی مقدمے کو نمٹانے کے لیے کسی قانونِ موضوعہ میں توسیع نہیں کرسکتیں جس کے لیے پہلے سے صریح اور غیر مبہم قانونی دفعہ یا شرط تجویز نہ کی گئی ہو۔ اس سلسلے میں (برطانوی کتاب) Craies on Statute Law (ساتھواں ایڈیشن) کے صفحہ 70 سے مندرجہ ذیل عبارت بھی نقل کی گئی:

''اس موضوع پر اسناد (یا مقتدرات) وافر اور متفق الرائے ہیں۔ لارڈ ہیلسبری نے مقدمہ میرزی ڈوکس بنام ہنڈرسن میں کہا کہ کوئی ایسا کیس قائم نہیں کیا جاسکتا جو کسی عدالت کو کسی لفظ میں ردوبدل کرنے کا مجاز بنا دے جس سے ایک "Casus omissus" پیدا ہو جائے۔ مقدمہ کرافورڈ بنام سپونر میں جوڈیشل کمیٹی (عدالتی مجلس) نے کہا: ہم کسی ایکٹ (قانون) میں قانون ساز ادارے کے نامکمل (یا ناقص) فقروں میں اعانت نہیں کرسکتے۔ ہم اس میں کوئی اضافہ یا ترمیم نہیں کرسکتے، اور نہ کوئی توجیہ یا تاویل کرکے اس میں پائی جانے والی کمیوں کو پورا کرسکتے ہیں۔ 1951ء میں مقدمہ میگور اینڈ سینٹ میلنز آر-ڈی-سی بنام نیو پورٹ کارپوریشن میں ہاؤس آف لارڈز (دارالامراء) نے قرار دیا کہ کوئی عدالت اس بات کی مجاز (یا مختار) نہیں کہ وہ کسی ایکٹ کے انکشاف شدہ خلاؤں کو پُر کرے۔ ایسا کرنا اس ادارۂ قانون ساز کے کارِ منصبی کو غصب کرنے کے مترادف ہوگا۔''

مقدمہ قاسو مع دو افراد بنام سرکار بمطابق رپورٹ پی-ایل-ڈی 1969ء لاہور 48 اور متعلقہ مشاہدات بمطابق صفحہ 52 میں اس طرح لکھا ہے:

''یہ ایک اصولِ متعارفہ (یعنی امر بدیہی) ہے کہ کسی قانونِ موضوعہ میں کچھ بھی نہیں بڑھایا جاتا اور کوئی الفاظ اس میں ملا کر نہیں پڑھے جاتے۔'' کوئی نالش جس کی قانونِ موضوعہ میں گنجائش نہ رکھی گئی ہو، اس پر محض اس وجہ سے کارروائی نہیں ہوتی کہ اس کو ترک یا نظرانداز کیے جانے کی کوئی معقول دلیل دکھائی نہیں دیتی اور یہ عدم توجہ بالآخر غیر ارادی رہی ہوتی ہے۔''

عدالتی فیصلے کا یہ اقتباس بطور لب لباب (یعنی خلاصہ نظیر) میکسویل نے اپنی کتاب

"Interpretation of Statutes" (یعنی قوانین موضوعہ کی تعبیر) کے گیارھویں ایڈیشن میں صفحہ 12 پر بطور حوالہ دیا ہے' جس کا عنوان ہے "Omission not to be Lightly Inferred" (یعنی ترک یا فروگزاشت سے سرسری طور پر نتیجہ اخذ نہیں کرتے)۔

مذکورہ بالا نزاع کی تائید میں جس تیسرے مقدمے کا حوالہ دیا گیا' وہ تھا مقدمہ چودھری خادم حسین بنام سرکار (پی-ایل-ڈی 1985ء ایس-سی (اے-جے اینڈ کے) صفحہ 125)۔ صفحہ 130 پر' مقدمہ سرکار بنام ضیاء الرحمان و دیگران بمطابق رپورٹ پی-ایل-ڈی 1973ء سپریم کورٹ 49 کے متعلق سپریم کورٹ کے قرار دیئے گئے اصولوں کی تقلید کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اظہارِ رائے کیا گیا:

''کسی عدالت کو یہ استحقاق صرف کسی ابہام کی صورت میں ہی حاصل ہوتا ہے کہ وہ قوانین موضوعہ کی دفعات سے مجموعی طور پر کوئی تعبیر نکال کر اس قانون ساز ادارے کی نیت (یا منشا) دریافت کرے جبکہ اس نے قانونِ موضوعہ کی تشکیل کا باعث بننے والے حالات کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا ہو۔ یہ اصول بالکل صحیح ہے کہ کسی قانونِ موضوعہ کو کلی طور پر مدنظر رکھ کر ہی اس سے کوئی تعبیر اخذ کی جاتی ہے' اور اس قانون کے ہر جزو کو وہی معنی پہنائے جاتے ہیں جو اس کی دیگر دفعات یا شرائط سے مطابقت رکھتے ہوں۔''

تعبیر اخذ کرنے کے مذکورہ بالا یا کوئی اور قاعدے قانون اس طرح سے تشکیل دیئے گئے ہیں کہ کسی قانونِ موضوعہ میں شامل اس قانون ساز ادارے کا منشاء ٹھیک ٹھیک تحقیق یا دریافت ہو جائے۔ اس کا بنیادی یا اساسی مظہر کسی قانون موضوعہ میں استعمال ہونے والے الفاظ سے واضعانِ قانون کے ارادے کی تعمیل کرنا ہے۔ اگر الفاظ صاف اور واضح ہیں تو تعبیر نکالنے کے لیے مختلف ضابطوں اور قانونی نکتوں سے رجوع کرنے کی نہیں' بلکہ اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ وضع شدہ قانون میں استعمال ہونے والے الفاظ کے عام صرفی نحوی (یعنی گرامری) معنوں کے مطابق تعمیل کی جائے۔ اب یہ تقریباً تصفیہ شدہ قانون ہے' اور کسی حوالے کی پھر بھی ضرورت ہو تو مقدمہ ایس-اے ہارون بنام کلکٹر آف کسٹمز کراچی پر اعتماد کیا جا سکتا ہے' جیسا کہ پی-ایل-ڈی 1959ء ایس-سی (پاک) 177 میں شائع ہوا ہے۔ آنریبل سپریم کورٹ کے قرار دیئے گئے متعلقہ مشاہدات مندرجہ ذیل ہیں:

''تعبیر نکالنے کے تمام قاعدے قانون اس لیے بنائے گئے ہیں کہ کسی وضع شدہ قانون کے پیچھے کارفرما مجلسِ مقننہ کی نیت دریافت کرنے میں مدد ملے۔ جہاں الفاظ سادہ اور غیر مبہم ہوں' وہاں ان لفظوں کے معمولی گرامری معنوں کو مکمل طور پر بروئے کار لا

کر ہی اس نیت (یا ارادے) کو بطریق احسن جانچا جا سکتا ہے۔ لیکن جب صورت حال اس سے مختلف ہو' تو اس متعلقہ دفعہ کو اس پورے ایکٹ کے سیاق و سباق کے مطابق جانچ کر صحیح نیت کو دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے' جس ایکٹ میں وہ پائی جاتی ہے' اور ساتھ ساتھ ان حالات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے' جن میں وہ قانون وضع کر کے منظور کیا گیا تھا۔ قانون کی سابقہ صورت' اور وہ نقصان رسانی جس کو دبانا مقصود ہو' اور اُس کے لیے فراہم کردہ نیا چارۂ کار باہم متعلقہ عوامل ہیں' جن پر مناسب توجہ دینے کی ضرورت ہے۔''

مزید برآں تعبیر کا ایک تسلیم شدہ اصول یہ ہے کہ عدالتوں سے اس بات کی توقع نہیں ہوتی کہ وہ کسی قانونِ موضوعہ میں کوئی کمی بیشی کریں گی' تاوقتیکہ کوئی معقول عذرات یہ منطقی نتیجہ نکالنے کا جواز فراہم نہ کریں کہ مجلسِ مقننہ کا منشا وہ تھا جس کا اظہار چھوڑ دیا گیا۔ موجودہ معاملے میں ادارۂ قانون ساز کی نیت (یا منشا) صریح' غیر مبہم اور واضح ہے۔ اس سلسلے میں کہ فاضل صدیق العدالت مسٹر بشارت اللہ نے جس موزوں طریقے سے مقننہ کے سوانح (یعنی تاریخ) سے دلائل پیش کیے ہیں' ان سے بھی یہی نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں۔ پہلا مرحلہ (یا دور) 21 ستمبر 1974ء تک موجود رہا' جب قانون میں یا آئین کے تحت کوئی ایسی صریح قانونی دفعہ (یا شق) نہ تھی کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ دوسرا مرحلہ 21 ستمبر 1974ء کو وجود میں آیا جب کانسٹی ٹیوشن (سیکنڈ امنڈمنٹ) ایکٹ' 1974ء (یعنی آئین میں دوسری ترمیم کا قانون' مجریہ 1974ء) وضع کر کے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین'' (محولہ بعد ازیں: ''آئین'') میں شامل کیا گیا۔ مذکورہ بالا ''امنڈمنٹ'' (یعنی ترمیم) کے مطابق آرٹیکل 260 میں کلاز (2) کے بعد مندرجہ ذیل شق کا اضافہ کیا گیا:

> ''(3) جو شخص (ہمارے) آخری نبی (یعنی خاتم النبیین) حضرت محمد (ﷺ) کی قطعی اور غیر مشروط ختم نبوت کو نہیں مانتا' یا آنحضرت (ﷺ) کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' خواہ وہ اس لفظ سے کچھ بھی معنی نکالتا یا کسی بھی لحاظ سے کوئی مفہوم اخذ کرتا ہو' یا کسی ایسے دعوے دار کو نبی یا مجدد (مذہبی ریفارمر) مانتا ہے' وہ بغرض آئین یا قانون مسلم نہیں ہے۔''

یہ دور (یا مرحلہ) تھا جب مجلس قانون ساز نے اعلان کیا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ غیر مسلم قرار دیئے جانے کے بعد بھی قادیانی یا احمدی وغیرہ' مسلم ہونے کا دعویٰ کرتے رہے' مگر کسی قانون کے تحت کوئی ایسی تعزیری دفعہ نہ تھی' جس کی بناء پر انہیں مسلم کہلانے سے منع کیا جاتا' تاہم

بغرض آئینی حقوق وہ غیر مسلم ہی تھے۔ بعد ازیں اس سے اگلا مرحلہ آیا کہ مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز کی صراحت کے لیے آئین میں ایک ترمیم کی جائے جو'' کانسٹی ٹیوشن (تھرڈ امنڈمنٹ) آرڈر' 1983'' (یعنی آئین میں تیسری ترمیم کا حکم' مجریہ 1983ء) کے نام سے کر دی گئی۔ تب وہ آخری مرحلہ آیا جب متذکرہ بالا آئینی ترمیم کو موثر بنانے کے لیے قانون میں تعزیری فقرات (clauses) وضع کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ یہ کام آرڈیننس XX مجریہ 1984ء سے انجام پایا' جس کو گزشتہ پیراگرافوں میں پہلے ہی نقل کیا جا چکا ہے۔ یہی آرڈیننس تھا جس کی بدولت مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں دفعات ب-298 اور ج-298 کو داخل کیا گیا۔ اس کا آغاز اس تمہید سے ہوتا ہے:

''ہرگاہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے۔''

جس کا مطلب یہی ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہونے کے ناطے اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہوتے رہتے ہیں۔ قادیانیوں کی اس حیثیت کے بارے میں قانون سازی کا جو مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے' اس سے بہ آسانی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آرڈیننس XX مجریہ 1984ء سے ابتداءً قادیانیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنا ہی مراد تھا۔ مذکورہ بالا ترمیم سے مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں دو دفعات ب-298 اور ج-298 شامل ہوئیں۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ب-298 تسلیم شدہ حد تک اپنے مندرجات (یعنی مافیہ) کے لحاظ سے تخصیصی (یعنی جزئیات پر محیط) ہے' اور اس میں معینہ کاموں کو قانون کے تحت ممنوع قرار دیا گیا ہے' جو اس سے پیشتر دفعہ ب-298 کے قانونی فقرے یا کلاز (1) اور سب کلاز یا ذیلی فقرات (الف) تا (د) کے علاوہ سب کلاز (2) میں مذکور ہو چکے ہیں' اور ان کے لیے سزائیں بھی تجویز کی گئی ہیں۔ لیکن مقننہ نے پھر بھی دفعہ ج-298 کے اضافے کو ضروری خیال کیا جو مسلمانوں کے ساتھ قادیانیوں کے عام طرز عمل اور طریقہ کار کا احاطہ کرتی ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے میں نے یہ نتیجہ نکالا اور قرار دیا ہے کہ دفعہ ب-298 تعزیرات پاکستان اور دفعہ ج-298 تعزیرات پاکستان دو آزاد دفعات ہیں جو الگ الگ جرائم کا تعین کرتی ہیں۔ دفعہ ب-298 کا ابتداءً یہ منشا تھا کہ مقدس ہستیوں' ناموں' القابوں اور مقامات وغیرہ کو بے جا استعمال ہونے سے محفوظ رکھا جائے۔ لیکن دفعہ ج-298 کسی قادیانی کو اس کے طریقہ کار اور عام طرز عمل کے لیے اس صورت میں سزا دہی کا مستوجب قرار دیتی ہے' جب وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرتا ہے' یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا اس کا حوالہ دیتا ہے' یا اپنے

عقیدے کی تبلیغ یا نشر و اشاعت کرتا ہے' یا کسی نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے یا کسی بھی اور طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکاتا ہے۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دفعہ ج-298 تعزیرات پاکستان کے الفاظ میں مجلس قانون ساز کا منشا دریافت کرنے کے لیے کوئی ابہام موجود نہیں ہے۔ سائلوں کے فاضل وکیل مسٹر مجیب الرحمان نے ایک اور نزاعی دلیل پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایک خاص وضع کردہ قانون یا اس کی کسی دفعہ میں استعمال شدہ الفاظ کے معانی مبہم ہوں' یا اس کے دو یا اس سے زیادہ الفاظ ملتے جلتے معنوں کا اثر قبول کرنے والے ہوں' تو یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ ان کو قریبی مفہوم میں استعمال کرنا ہے۔ یہ دلیل بھی زور دے کر پیش کی گئی کہ الفاظ اپنا رنگ روپ ان مماثل الفاظ سے اخذ کرتے ہیں' جو کسی خاص قانونی دفعہ میں متفقہ طور پر استعمال کیے گئے ہوں۔ یہ دراصل Noscitur Associis کا طے شدہ اصول ہے۔ لیکن دفعہ ج-298 تعزیراتِ پاکستان کے محض الفاظ پڑھ لینے سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ مذکورہ اصول یہاں قابل اطلاق نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے ہی اظہار رائے کر چکے ہیں' دفعہ ج -298 ایک آزاد دفعہ ہے جو الگ الگ جرموں کو وجود میں لاتی ہے۔ لہٰذا میری حتمی رائے یہی ہے کہ دفعہ ج-298 کی تعبیر کرنے کے لیے کسی اور تعبیری یا توجیہی اصول کو اختیار نہیں کیا جا سکتا' سوائے اس کے کہ مجلسِ قانون ساز کی نیت (یا منشا) کو جانچنے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ اس آرڈیننس کے ان الفاظ کے گرامری معانی کے ساتھ اس کی تجویز کو بھی زیر عمل لایا جائے۔ یوں اس نکتے پر تمام بحث مباحثے کا اختتام ہو جاتا ہے۔

اب دفعہ ج-298 تعزیرات پاکستان میں استعمال شدہ الفاظ کی تعبیر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے' اس بات کا پتہ چلانا ہے کہ آیا یہ الفاظ مختلف معانی کا اثر قبول کرنے والے ہیں' یا ایک سے زیادہ معنی رکھنے پر دلالت کرتے ہیں' یا ان کو سادہ ترین شکل میں مجلسِ قانون ساز کی نیت (یعنی منشا) کا اظہار کرنے کے لیے موزوں طریقے سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مذکورہ دفعہ کا پہلا لفظ جو منظرِ عام پر لایا گیا' "Pose" (بمعنی خود کو ظاہر کرنا) تھا۔ سائلوں کے وکیل مسٹر مجیب الرحمان نے اس کی درست نشان دہی کی کہ لفظ ''پوز'' دراصل ایک عدالتی لفظ نہیں ہے اور اس کو عام طور پر قانونی اصطلاحات میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ کسی بھی عدالتی ڈکشنری میں کہیں بھی اس کا ذکر نہیں ملتا۔ اس کے باوجود کنسائز آکسفورڈ ڈکشنری (ایڈیشن ششم) میں لفظ "Pose" کے معانی اس طرح دیئے گئے ہیں: (1) متشکل کرنا (ادعا' دعویٰ وغیرہ)۔ پیش کرنا (سوال' مسئلہ)۔ خاص وضع میں رکھنا (آرٹسٹ کا ماڈل وغیرہ)۔ (2) کوئی وضع اختیار کرنا' خصوصاً فنکارانہ مقاصد کے لیے' یا دوسروں کو متاثر کرنے کے لیے' پیش کرنا' خود کو ظاہر کرنا

(کنتو یسر و غیرہ کی طرح)' بننے یا ہونے کا بہانہ کرنا۔ (3) جسم یا ذہن کی وضع' خصوصاً وہ جو اثر اندازی کے لیے اختیار کریں۔ اسی طرح ''شارٹر آکسفورڈ انگلش ڈکشنری'' (جلد دوم' نظر ثانی شدہ ایڈیشن سوم) کی تعریفات کے مطابق لفظ "Pose" کے معانی ہیں: خود کو ظاہر کرنے کا عمل' جسم یا جسم کے کسی حصے کی وضع یا حالت' خصوصاً دانستہ اختیار کردہ' یا جس میں کوئی شبیہ اثر ڈالنے کے لیے رکھیں' یا فنکارانہ مقاصد کے لیے' (مجازاً) ذہن کی وضع' خصوصاً اثر ڈالنے کے لیے اختیار کردہ' (لازم) ایک خاص وضع اختیار کرنا۔ بالکل ایسے ہی ''لیگل تھیسارس'' میں لفظ "Pose" کے یہ معانی لکھے ہیں: نقل اتارنا (یا سوانگ بھرنا) پارٹ ادا کرنا' کسی کا کردار اختیار کرنا اور روپ دھارنا وغیرہ...... مگر سرکاری وکیل مسٹر اعجاز یوسف نے "Corpus Juris Secundum" میں استعمال شدہ لفظی تعریف پر انحصار کیا' جس میں اس لفظ کے معنی ہیں: دعوے سے کہنا' بطور تجویز بیان کرنا۔ اس پر سرکاری وکیل مذکورہ لفظی تعریف میں ایک معنی ''دعوے سے کہنا'' (affirm) کی تشریح کرنے لگے اور پھر کنایتاً کہنا شروع کیا لیکن اس پر مسٹر مجیب الرحمان نے اس بناء پر سخت اعتراض کیا کہ اس انداز سے لفظوں کی معنوی تعبیر نہیں کی جا سکتی۔

تاہم لفظ ''پوز'' کے سادہ ترین معنی جو یہاں استعمال ہوئے ہیں' بظاہر یہ ہیں: کسی کا رول اختیار کرنا یا وہ بننے کا بہانہ کرنا جو کوئی دراصل نہ ہو۔ یوں اس سادہ ترین صورت میں' اگر کوئی قادیانی خود کو مسلم ''پوز'' کرتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ ایک مسلم کی طرح ایکٹ کرتا ہے یا ایک مسلم کا رول اختیار کرتا ہے۔ اس طرح جب ایک قادیانی اپنے طریقہ کار یا کسی مثبت عمل کے ذریعے ایک مسلم کا رول اختیار کرتا ہے یا ایک مسلم کی طرح ایکٹ کرتا ہے' تو اس کا یہ فعل دفعہ ج-298 تعزیرات پاکستان کی نقصان رسانی کی ذیل میں آتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی قادیانی کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر خود کو نشان زد کرتا یا دکھاتا پھرتا ہے' جیسا کہ موجودہ مقدمے میں مذکور ہے' تو گویا وہ اپنے آپ کو مسلم ''پوز'' کرتا ہے۔

اس سے اگلا لفظ جو اس دفعہ میں بار بار استعمال ہوا "or" (بمعنی یا) ہے۔ فاضل وکیل کے بموجب لفظ ''یا'' کو زیادہ تر توضیحی یا تشریحی صورت میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ نہ تو حرف عطف کے طور پر استعمال ہوا ہے' اور نہ حرف افتراق کے طور پر۔ تاہم فاضل وکیل کے بموجب دفعہ ج-298 تین جرائم کا احاطہ کرتی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

(1) اگر کوئی قادیانی بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلم ظاہر کرتا ہے یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا موسوم کرتا ہے۔

(2) اپنے عقیدے کی بولے گئے یا لکھے گئے الفاظ کے ذریعے یا کسی دکھائی دینے

والی قائم مقامی کے ذریعے تبلیغ کرتا ہے یا نشرواشاعت کرتا ہے یا اس کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

(3) خواہ کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتا ہے۔

اس طرح فاضل وکیل کے بموجب لفظ ''یا'' صرف دو بار حرف افتراق کے طور پر استعمال ہوا ہے اور بقایا ''یا'' بطور حرف عطف یا توضیحی صورت میں استعمال ہوئے ہیں۔

فاضل وکیل نے اپنے بیان کا ثبوت مندرجہ ذیل چارٹ کی مدد سے پیش کرنے کی کوشش کی، جو انہوں نے خود تیار کیا اور جس کو بجنسہٖ یہاں نقل کیا جا رہا ہے:

چارٹ I

دفعہ ج-298

	(i) اپنے آپ کو مسلم	
	ظاہر کرتا ہے	
	یا	اپنے عقیدے کو
	موسوم کرتا ہے	بطور اسلام
	یا	
	حوالہ دیتا ہے	
	یا	
جو بلاواسطہ	(ii) تبلیغ کرتا ہے	اپنے عقیدے کی
یا	یا	خواہ بولے گئے
بالواسطہ	نشرواشاعت کرتا ہے	یا لکھے گئے لفظوں سے
	یا	یا
	دوسروں کو قبول کرنے	کسی دکھائی دینے والی

قائم مقامی سے　　　　　　　　　　　کی دعوت دیتا ہے

یا

(iii) خواہ کسی بھی طریقے

سے مسلمانوں کے جذبات کو

برانگیختہ کرتا ہے

اس کے برعکس مسٹر بشارت اللہ نے اپنی بحث میں کہا کہ دفعہ ج-298 میں لفظ ''یا'' بطور حرفِ افتراق استعمال ہوا ہے تو اس سے سات جرم پیدا ہوتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے تو ہو' لیکن سوال اپنی سادہ ترین شکل میں یہ ہے کہ اگر کوئی قادیانی خود کو مسلم ''پوز'' کرتا ہے یا............تو وہ دفعہ ج-298 تعزیرات پاکستان کے مفہوم میں جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ لفظ ''مسلم'' کی آئین میں جو تعریف ہے' اس سے مراد ہے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی وحدت اور یکتائی کو مانتا ہو (یعنی توحید کا قائل ہو)' خاتم النبیین حضرت محمد (ﷺ) کی مطلقاً اور غیر مشروط ختم نبوت پر اعتقاد رکھتا ہو' اور کسی بھی ایسے شخص کو نبی یا مجدّد نہ سمجھتا ہو' یا تسلیم نہ کرتا ہو جس نے حضرت محمد (ﷺ) کے بعد' خواہ کسی لفظی معنی میں' خواہ کسی بھی اور مفہوم میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا' یا دعویٰ کرتا ہے۔ اس طرح کوئی شخص صرف اسی صورت میں دائرۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے اور اس کی توحید پر ایمان رکھنے کے علاوہ ہمارے آخری نبی یعنی خاتم النبیین حضرت محمد (ﷺ) کی مطلق اور غیر مشروط ختم نبوت پر پختہ یقین رکھے۔ فاضل صدیق العدالت مسٹر محمد مقیم انصاری نے اس بات کی بالکل درست نشان دہی کی کہ کلمہ طیبہ ایک ''شعار'' نہیں ہے جیسا کہ مسٹر مجیب الرحمان نے کہا ہے' بلکہ یہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے' جس کے بغیر کوئی شخص دین اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا۔ فاضل سرکاری وکیل مسٹر اعجاز یوسف نے بھی اس بات کی نشاندہی کی کہ صحیح بخاری شریف کے مطابق کلمہ طیبہ اسلام کے ارکانِ خمسہ (یعنی پانچ ستونوں) میں سے ایک ہے۔ ویسے بھی سب کو معلوم ہے کہ جب بھی کوئی غیر مسلم اپنا مذہب چھوڑ کر دین اسلام قبول کرتا ہے' تو سب سے پہلا بنیادی رکن یہی ہے کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے۔ یوں اس امر میں کہ کلمہ طیبہ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے' کوئی خواہ مخواہ کا اعتراض نہیں رہتا۔ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے' اسے عموماً مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح جب کوئی قادیانی کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر گلیوں بازاروں میں چلتا پھرتا ہے' تو گویا خود کو مسلم ظاہر کرتا ہے (یعنی ''پوز'' کرتا ہے)۔ موجودہ مقدمے میں

سائلوں نے اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے قادیانی ہوتے ہوئے کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوئے تھے' جب وہ گرفتار کیے گئے۔ یوں اس امر میں بشکل کوئی شک باقی رہتا ہے کہ سائلوں نے دفعہ ج-298 کے مفہوم میں جرم کا ارتکاب کیا۔ سائلان کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کے متعلق کوئی وضاحت کرنے میں ناکام رہے' سوائے اس کے کہ سائلوں کے فاضل وکیل نے اپنی بحث میں یہ موقف اختیار کیا کہ کلمہ طیبہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا مشترکہ ''شعار'' ہے۔ مسئلے کا یہ پہلو وفاقی شرعی عدالت میں کلی طور پر' اور بڑے ماہرانہ انداز میں نمٹایا جا چکا ہے' مطابق مقدمہ مجیب الرحمان مع تین دیگر افراد بنام وفاقی حکومت پاکستان' و مقدمہ دیگر بمطابق رپورٹ پی-ایل-ڈی 1985 ایف-ایس-سی 8- اس سلسلے میں صفحہ 111 پر یوں اظہار رائے کیا گیا ہے:

''یہ حکم امتناعی بت پرستوں کے ان شعائر کو ممنوع قرار دیتا ہے جو وہ خانہ کعبہ میں انجام دیتے تھے اور رسول کریمؐ کا حکم ان کے شعائر حج کے لیے حکم امتناعی تھا۔ (بحوالہ تفہیم القرآن' جلد دوم' صفحہ 186' نوٹ 25)۔ لہذا اس سے صریحاً یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ شریعت اسلامیہ غیر مسلموں کو شعائر اسلام اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتی' کیونکہ شعائر کا مطلب ہے وہ امتیازی خدوخال جن سے کوئی جماعت متمیز ہوتی ہے۔''

یہ اقتباس سائلوں کے فاضل وکیل کی طرف سے پیش کردہ دلائل کا مکمل جواب ہو سکتا ہے۔

اب میں ایک اور نکتے کا تعین کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہوں' جو مسٹر مجیب الرحمان نے پیش کیا' کہ کسی ملزم پر کوئی فوجداری جرم ثابت نہیں کیا جا سکتا' تاوقتیکہ اس کا مجرم ضمیر (mens rea) ثابت نہ ہو۔ فاضل وکیل کے بموجب چونکہ کلمہ طیبہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان مشترک ہے' چنانچہ اس کو چسپاں کرنے کا دراصل یہ منشا نہیں ہوتا کہ کلمہ طیبہ کی تضحیک کی جائے' یا اپنے آپ کو مسلم ''پوز'' کیا جائے یا مسلمانوں کے احساسات کو مجروح کیا جائے' بلکہ محض یہ کہ وہ خود اپنے مذہب پر عملدرآمد کرتے ہیں اور ایسا کرنے میں کوئی بدنیتی یا مجرم ضمیر (mens rea) نہیں ہوتا۔ دوسری طرف فاضل صدیق العدالت مسٹر بشارت اللہ نے اس امر کی نشان دہی کی کہ عموماً مجرمانہ ذہنیت کسی جرم کے ارتکاب کا بنیادی جزو ترکیبی ہے' لیکن کسی معین جرم کی صورت میں ہمیشہ اس کو تلاش نہیں کیا جاتا۔ فاضل صدیق العدالت کے بموجب مجموعہ تعزیرات پاکستان میں کئی دفعات ایسی ہیں جن میں مجرمانہ نیت آشکارا نہیں ہوتی۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعات-124 الف 340,140,131 اور الف-402 کے حوالے دیے گئے۔

خواہ کچھ بھی ہو' موجودہ مقدمے میں تو یہ دیکھا جانا ہے کہ ان قادیانیوں کی نیت کیا تھی جب وہ کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر گلیوں کے ہجوم میں گھومتے پھرے؟ اس کی صریح

وجہ یہی نظر آتی ہے کہ مذکورہ سائلان لوگوں سے یہ منوانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ وہ مسلم ہیں۔ یہی بات ان کی طرف سے مجرمانہ نیت یا مجرم ضمیر (mens rea) کا اظہار کرتی ہے۔ لہذا اس مقدمے کے تسلیم کردہ واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے' اس موضوع پر بحث نہیں کی جاسکتی کہ سائلان کا یہ فعل کسی مجرمانہ ارادے یا مجرم ضمیر کے بغیر تھا کیونکہ سائلان اس بات کی کوئی دلیل بیان کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ انہوں نے شہر کے پرہجوم بازاروں میں چلتے پھرتے وقت کلمہ طیبہ کے بیج کس وجہ سے لگا رکھے تھے' سوائے اس کے کہ وہ مسلم ہونے کا بہانہ کرتے تھے یا دوسروں سے خود کو مسلم منوانا چاہتے تھے۔

اس درخواست کا آخری مگر بڑا معقول سوال آرڈیننس XX مجریہ 1984ء کے اختیارات (Vires) سے تعلق رکھتا ہے۔ اگرچہ مسٹر مجیب الرحمان نے بڑی صاف گوئی سے یہ قبول کرلیا کہ اس عدالت کے اختیار سماعت بصیغہ نگرانی کی رُو سے کسی بھی قانونِ موضوعہ کے اختیارات کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا' اس کے باوجود انہوں نے بالواسطہ طور پر اس نکتے پر بحث کرنے کی کوشش کی۔ بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی مقننہ کے اختیارات کو ہائی کورٹ کی پیشی میں اس کے اختیار سماعت بصیغہ نگرانی میں اضافی یا ضمنی طور پر چیلنج نہیں کیا جاسکتا' البتہ اس حیثیت سے صرف اس امرِ تحقیق طلب کی چھان بین کی جاسکتی ہے' جس کا تعلق ماتحت عدالتوں کے سلسلے میں غیر قانونیت' ناموزونیت' اختیارِ سماعت سے تجاوز کرنے یا اختیارِ سماعت کو غیر قانونی طور پر اپنے ذمے لینے سے ہو۔ یہ بھی دیکھا جائے کہ مقدمہ مجیب الرحمان مع دیگران بنام وفاقی حکومت پاکستان کے علاوہ ایک اور مقدمے کے سلسلے میں' جس کی رپورٹ پی-ایل-ڈی 1985ء ایف-ایس-سی 8 میں چھپ چکی ہے' بصورت دیگر وفاقی شریعت کورٹ نے بھی اس قانون یعنی آرڈیننس XX مجریہ 1984ء کو قوانینِ موضوعہ یا قانون سازی کا ایک جائز قطعہ قرار دیا تھا۔ مسٹر مجیب الرحمان نے یہ بھی نشان دہی کی کہ اس مذکورہ بالا عدالتی فیصلے کے خلاف اپیل سپریم کورٹ میں زیرِ سماعت ہے۔ آئین کے آرٹیکل 203-GG کے مطابق وفاقی شریعت کورٹ کا فیصلہ ہائی کورٹ کے لیے واجب التعمیل ہے۔ آئین کی مذکورہ دفعہ یہاں نقل کی جاتی ہے:

> 203-GG بہ پابندی آرٹیکل 203-D اور 202-F' اس عدالت کا کوئی بھی فیصلہ' جو اس کے اختیارِ سماعت کے مطابق زیرِ سماعت ہو' اس باب کے تحت کسی ہائی کورٹ

(عدالت عالیہ) کے لیے اور ان تمام عدالتوں کے لیے واجب التعمیل ہوگا جو ایک ہائی کورٹ کے ماتحت ہیں۔

اس طرح یہ عدالت اختیار سماعت بصیغہ نگرانی کے مطابق سماعتِ مقدمہ کے دوران مذکورہ آرڈیننس XX مجریہ 1984ء کے جواز پر بحث نہیں کر سکتی۔

جہاں تک اس مقدمے کے حقائق کا تعلق ہے' جو پیشتر ازیں زیر بحث آ چکے ہیں' مذکورہ سائلان نے یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ قادیانی ہیں اور انہوں نے کلمہ طیبہ کے بیج لگا رکھے تھے' اور کسی بھی طرح کی کوئی وضاحت ریکارڈ پر نہیں لائی گئی کہ انہوں نے ایسا کس وجہ سے کیا تھا۔ مندرجہ بالا واقعاتی اور متعلقہ قانونی پہلوؤں کو ابتدائی عدالت میں اور عدالتِ مرافعہ میں بھی بڑے مناسب طریقے سے زیر بحث لانے کے بعد عدالتی فیصلہ سنایا جا چکا ہے۔ اس مقدمے میں بظاہر کوئی غیر قانونیت' ناموزونیت یا اختیار سماعت میں کوئی تجاوز یا اس کے تحت معاملے کو نمٹانے میں ناکامی یا ذمہ دارانہ مداخلت نہیں پائی گئی۔

متذکرہ بالا بحث و تمحیص کا ماحصل یہ ہے کہ مجھے ان درخواستوں میں کوئی اہلیت نظر نہیں آئی۔ بہر حال اس مقدمے کی عجیب صورت حال اور اس امر واقعہ کے پیش نظر کہ درخواست دہندگان اولین مجرم ہیں' سزا کی مقدار کے سلسلے میں نرم رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک سال قید بامشقت کو کم کر کے 9 ماہ قید بامشقت کی سزا دی جاتی ہے' تاہم جرمانے کی رقم اتنی ہی رہے گی۔

نتیجے کے طور پر متذکرہ تخفیف سزا کے ساتھ پانچوں درخواستوں کو برخاست کیا جاتا ہے۔

اس کیس کو چھوڑنے سے پہلے میں مسٹر مجیب الرحمان' اور فاضل صدیق العدالت مسٹر بشارت اللہ اور مسٹر محمد مقیم انصاری ایڈووکیٹ صاحبان کے علاوہ مسٹر اعجاز یوسف کی قابلِ قدر اعانت پر اظہارِ تحسین کو واجب سمجھتا ہوں۔

تاریخ فیصلہ

مورخہ 22 دسمبر 1987ء

(دستخط) امیر الملک مینگل
جج

(پی ایل ڈی 1988۔ کوئٹہ 22)